دارالافتاء

مولانا عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی
رئیس ادارہ امر بالمعروف حسین خانوالہ
پتوکی

القول الجمیل فی ردّ الطّلاق الثّلاث والتّحلیل

ایک فتوٰی اور اس کا تعاقب

پاکستان کی اڑتالیس سالہ زندگی میں مختلف بحران آئے مگر حامیانِ مذہب وملت اور داعیانِ اسلام کی متحد مساعی سے "ھَبَاءً مَّنثُورًا" ہو کر رہ گئے ـــــ لیکن جو بحران اس وقت درپیش ہے، اس کے مقابلہ میں ماضی کے بحران صفر معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت اغیار، جہاں اسلام کے مقدس اور نورانی چہرہ کو بدنما بنا کر تہذیبِ نو کی آڑ میں پیش کر رہے ہیں، اور "اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ" کے تحت اطراف اربعہ سے اسلام کو مٹانے کی کوششیں جاری ہیں (کما لا یخفیٰ علی اھل العلم والبصیرۃ) وہاں ایک بہت ہی تشویشناک پہلو داعیانِ اسلام اور حامیانِ مذہب و ملت کا افتراق و انتشار ہے، جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اگر ایک طرف فروعی مسائل کو بالائے طاق رکھ کر اتحاد و اتفاق کا علم بلند کیا جاتا ہے اور تنفیذِ کتاب و سنت سے متعلق کوشش جاری ہوتی ہے، تو دوسری طرف فقہ حنفی کے نفاذ کے لیے جلسوں جلوسوں کی بھرمار ہوتی ہے اور فقہ حنفی ہی کو عین اسلام سمجھا جاتا ہے جس کی زندہ مثال علماء دیوبند کی مرکزی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور کا درج ذیل فتوٰی ہے :

"استفتاء : ـــــ کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ کرام اس مسئلہ میں کہ:
میں نے اپنی بیوی کو تین دفعہ کہہ دیا، طلاق، طلاق، طلاق! کیا طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں؟ دین کی روشنی میں بیان فرمائیں"! (مستفتی محمد عباس)

الجواب: "صورتِ مسئولہ میں تین طلاق ہوکر بیوی حرام ہوگئی اور نکاح ٹوٹ گیا، تین طلاق کے بعد شوہر کو رجوع کا حق نہیں، بلکہ بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ آپس میں نکاح بھی حرام ہے ۔ کما فی الھدایہ ص ۳۷۹ ج ۲"!
(کتبہٗ: شیر محمد علوی خادم دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور،
۲۱ر ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ)

معزز قارئین! آپ سوال وجواب مکرر پڑھیں، سوال میں شرط ہے کہ "دین کی روشنی میں بیان فرمائیں"۔

جواب میں صرف فقہ حنفی کی رد سے فرمایا، "تین طلاقیں واقع ہوکر بیوی حرام ہوگئی"۔ "بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ آپس میں نکاح بھی حرام ہے"!

آہ ۔۔۔ ؎

جن کو دعویٰ ہے کہ بیاباں کو سنوارا ہم نے
ان سے پوچھو اجاڑے ہیں گلستاں کس نے

فتویٰ کی شق ۱

مفتی صاحب کے نزدیک دین صرف فقہ حنفی ہے، لیکن ان کے اکابرین کے نزدیک دین اور ہے ۔۔۔ کاش کہ مفتی صاحب فتویٰ نویسی سے پہلے اپنے اکابرین کی تحریرات پر طائرانہ نگاہ ہی ڈال لیتے تو شاید بات اس حد تک نہ پہنچتی!

؎ نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
جگر تھام کے بیٹھو اب میری باری آئی

۱۔ علماء دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"عقیدہ ۲۲، اللہ و رسول ﷺ نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتا دیں، اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں"۔ (بہشتی زیور حصہ اول ص ۴۶)

ع جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے!

۲۔ مولانا مفتی کفایت اللہ حنفی دیوبندی صدر مدرس مدرسہ امینیہ عربیہ دہلی ارقام فرماتے ہیں کہ:

"خدا عزوجلّ کے کلامِ بلاغت نظام اور حدیثِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اچھی طرح واضح ہے کہ اہلِ اسلام کا اولین فرض یہی ہے کہ کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام اعمال و افعال میں پیشِ نظر رکھیں اور انہی کو اپنا حقیقی رہبر و رہنما سمجھیں اور اپنی نجاتِ اخروی اور حیاتِ ابدی کو انہی کے اتباع میں منحصر جانیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و شریعت کے متعلق ہمیں ایسی کامل و مکمل تعلیم دی جس کی نظیر صفحاتِ تاریخ میں نہیں مل سکتی ـــــ معاش و معاد، شادی و غمی، تجارت و حرفت، تمدّن و خلوت، غرض انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ہمیں اصولِ کلیہ یا مسائلِ جزئیہ نہ دیئے ہوں۔"

(دلیل الخیرات فی ترک المنکرات صا۲،۱)

۳۔ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب حنفی دیوبندی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

"نبی مقتدا اور مطاع ہو کر آتا ہے ـــــ بقولہٖ تعالیٰ: "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ" "ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے تاکہ باذن اللہ مطاع بنے۔"

اس کا قول و فعل امت کے لیے حجت و دلیل اور مشعلِ ہدایت ہے۔ ..... (اور) واجب الاتباع اسی کا قول و فعل ہو سکتا ہے جس میں غلطی کا احتمال تک نہ رہے۔ ورنہ جس کے قول و فعل میں غلطی اور صواب کا احتمال ہو، اس کو واجب الاتباع کون حق پرست کہہ سکتا ہے؟"

(تحقیق الکفر والایمان بآیات القرآن مطبوعہ قاسمی دیوبند صہ۴ ۵)

۴۔ دوسرے مقام پر ارقام فرماتے ہیں:

"علماء دیوبند باوجود اس عقیدہ کے ان کا ایمان ہے کہ (اگر کوئی شخص) جنابِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کا انکار کرے، حق نہ سمجھے، یا تردد یا شک کرے، وہ ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی، مسیلمہ کذّاب، ابوجہل، اور امیہ بن خلف ـــــ انسان کا کوئی

عمل اعلیٰ وادنیٰ جب تک آپؐ کے حکم کے مطابق نہ ہو، قبول نہیں ہوسکتا۔" (تحقیق الکفر والایمان بآیات القرآن مطبوعہ قاسمی دیوبند ص۱۵)

۵۔ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"ظاہر است کہ بر افرادِ امت اتباعِ پیغمبرؐ واجب است، واتباعِ ہیچ یکے از ائمہ واجب نیست۔" (مکتوباتِ مظہریہ ص۲۹)

اے چشمِ اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اور

کل اگر بجلی سے چھوٹا آج صرصر سے اڑی
نہ ہو دشمن کا یارب آشیاں میری طرح

مندرجہ بالا تحریرات مفتی صاحب بغور پڑھیں جن سے اظہر من الشمس ہے کہ دین صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے اس کے ماسوا کسی معین شخص کی تقلید کرنا اور کتاب وسنت کی تاویل کرکے اپنے مقتدا کے قول کے مطابق کرنا، گویا کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انکار کرنا ہے، جس کی بنا پر کوئی شخص مسیلمہ کذاب، ابوجہل، امیہ بن خلف، اور مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ہے

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سجا رہا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

شق ۲

"تین طلاق واقع ہوکر بیوی حرام ہوگئی"!

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ مرد اپنی بیوی کو جتنی طلاقیں چاہے دیتا جاتا اور عدت کے اندر اسے رجوع کا بھی حق حاصل تھا، اسلام نے اس ظالمانہ قانون کی اصلاح کردی کہ حقِ رجوع صرف پہلی اور دوسری طلاق میں ہی رکھا، پھر اگر اس نے تیسری طلاق بھی دے دی تو حقِ رجوع ختم ہوگیا! جو ظالم خاوند اپنی بیویوں کو برسوں تک لٹکائے رکھتے تھے ان کی

سرکوبی کردی اور ان کے ظالمانہ رویہ کی اصلاح کردی گئی کہ پہلی طلاق کے بعد عدت کے اندر حقِ رجعت ہے اور دوسری طلاق کے بعد بھی حقِ رجعت کو برقرار رکھا ــــ فرمایا:

"اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ"

یعنی اگر پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجوع کرنا چاہو تو بہترین طریقہ سے نباہ کرو اور عمدگی کے ساتھ بساؤ، حقِ زوجیت دستور کے مطابق ادا کرو۔ بصورتِ دیگر احسن طریقہ کے ساتھ مطابق شرع تیسری طلاق دے دو، تیسری طلاق دینے کے بعد حقِ رجوع ختم ہو گیا کیونکہ:

"فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔"

"اب یہ عورت اس مرد پر حلال نہیں، تاوقتیکہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔" (پھر وہ دوسرا خاوند مرجائے یا اپنی خوشی سے الگ کردے)

تفسیر ابن کثیر، زیر آیت ۲۲۹ و ۲۳۰، سورۃ البقرۃ!

علامہ عینی حنفی شارح بخاری فرماتے ہیں:

"اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ مَعْنَاهُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ۔" اگر آدمی ایک مجلس میں سو طلاق بھی دے دے تو ایک ہی شمار ہو گی، جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ دورِ نبوت میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت غضبناک ہو کر کھڑے ہوئے اور فرمایا: "اَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ؟" "کیا میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جانے لگا؟" اس غصہ کی کیفیت کو دیکھ کر مجمع میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَقْتُلُهٗ؟" اے اللہ کے رسولؐ، آپ حکم فرمائیں، میں اس کی گردن اڑا دوں؟ پھر آپؐ نے اسے حکم دیا کہ رجوع کر لے! اس نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو تین طلاقیں دے چکا ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں مجھے معلوم ہے کہ تو نے تین طلاقیں دے دی ہیں، "فَارْجِعْهَا فَاِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ۔" "جا اس سے رجوع کر لے، یہ ایک ہی طلاق شمار ہو گی!" پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ۔ الخ!" اس کا ماحصل یہ ہے کہ تین طلاقیں اس وقت شمار ہوں گی جب وہ اپنے صحیح وقت میں قاعدہ کے مطابق دی گئی ہوں۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور اپنی

بیوی سے رجوع کر لیا۔

اس واقعہ کے قریب تر واقعہ حضرت ابو رکانہ رضی اللہ عنہ کا ہے، جسے امام احمدؒ نے اپنی مسند کے صــ ۱۲۳ میں اور علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری مطبوعہ دہلی کے صــ ۱۶۳ پر ذکر کیا ہے ــــ اور وہ یہ کہ "ابو رکانہؓ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، پھر ان کو سخت غم دامن گیر ہوا۔ آپؐ کی خدمتِ اقدس میں آئے اور ماجرا بیان کیا، تو آپؐ نے دریافت فرمایا: کیسے طلاق دی؟ انہوں نے کہا، تین طلاقیں! فرمایا، کیا ایک ہی مجلس میں؟ عرض کی، ہاں! فرمایا: "فَاِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا۔" یہ ایک رجعی طلاق ہے، رجوع کرنا چاہو تو کر لو! چنانچہ انہوں نے رجوع کر لیا۔"

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تفسیر مظہری میں زیرِ آیات (سورۃ البقرۃ : ۲۲۹ ـ ۲۳۰) رقمطراز ہیں کہ :

"وفیما قال مرّتان دون اثنان دلالۃٌ علیٰ کراھۃ الطلقتین دفعۃ واحدۃ فانّ کلمۃ مرّتان تدلّ بالعبارۃ علی التّفریق وبالاشارۃ علی العدد واللّام للجنس ولیس وراءَ الجنس شئٌ وکان القیاس ان لّا یکون الطّلقتان المجتمعتان معتبرۃ شرعًا واذا لم یکن الطّلقتان معتبرۃً لم یکن الثّلاث مجتمعۃ معتبرۃ بالطّریق الاولیٰ لوجودھما فیھا مع زیادۃٍ ۔ الخ"

"ماحصل یہ ہے کہ آیت میں "ثنتان" کا لفظ نہیں بلکہ "مرّتان" کا ہے۔ تفریق تو لفظ سے معلوم ہو گئی اور عدد اشارہ سے! اور "اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ" میں الف لام جنس کے لیے ہے، تو اس سے کوئی چیز خارج نہیں اس سے واضح ہے کہ دونوں طلاقیں جو ایک ساتھ جمع کر دی جائیں، وہ غیر معتبر ہیں۔ اور جب دو کا شرعًا اعتبار نہیں تو تین جو ایک ساتھ دی جائیں، تو وہ بطریق اولیٰ غیر معتبر ہیں"۔

۲۔ علامہ فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر میں زیرِ آیت ارشاد فرماتے ہیں :

"فثبت ھٰذہ الاٰیۃ دالۃ علی الامر بالتّفریق التّطلیقات وعلی التّشدید فی ذٰلک الامر والمبالغۃ فیہ ۔"

"یعنی آیت سے یہ ثابت ہوا کہ طلاق الگ الگ اپنی اپنی عدت پر دی چاہیے۔ اس امر میں شفقت و مبالغہ من جانب شرع رکھا گیا ہے۔
اب اس میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ :
اگر کسی شخص نے دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ دے دیں، تو صرف ایک ہی واقع ہوگی۔ یہی قول زیادہ بھلے قیاس والا ہے، کیونکہ جس چیز سے روکا جاتا ہے وہ چیز فساد اور بگاڑ سے خالی نہیں ہوتی۔ اگر اس کو واقع کرنے کا فتویٰ دیا جائے تو گویا یہ اس بگاڑ والی چیز میں داخل کرنا ہے جو بالکل ناجائز ہے۔ لہٰذا عقلمندی کی بات یہی ہے کہ ان دو کو، جو ایک کے سوا ہیں، واقع ہونا نہ مانا جائے تاکہ اس فساد کا پورا اور جڑ سے ازالہ ہو جائے ——— انتھٰی بلفظہٖ!

۳۔ تفسیر نیشا پوری میں بھی یہی مفہوم تحریر کیا گیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ علامہ عینی حنفیؒ فرماتے ہیں :

"فذهب طاؤسؒ ومحمّد بن اسحاق والحجاج بن ارطاة، والنخعی وابن مقاتل والظاهرية الى انّ الرّجل اذا طلّق امرأته ثلاثًا معًا فقد وقعت عليها واحدة۔"

پس" طاؤس، محمد بن اسحاق، حجاج بن ارطاۃ، نخعی، ابن مقاتل، اور جماعتِ ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو اکٹھی تین طلاقیں دے گا تو یقینی طور پر وہ ایک ہی واقع ہوگی۔"
(عینی شرح صحیح بخاری ص $\frac{۵۳۷}{۹}$)

۵۔ علامہ طحاوی حنفیؒ فرماتے ہیں :

"فذهب قومٌ الى انّ الرّجل اذا طلّق امرأته ثلاثًا معًا فقد وقعت عليها واحدة۔" (شرح معانی الآثار ص $\frac{۳۱}{۲}$)

۶۔ مولانا عبدالحی لکھنوی حنفیؒ فرماتے ہیں :

"القول الثّانی انّه اذا طلّق ثلاثًا تقع واحدةً رجعيةً وهٰذا هو المنقول عن بعض الصّحابة وبه داؤد الظّاهری واتباعه

ھو احد القولین لمالکٍ و بعض اصحاب احمد۔"

(عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ ص ۶۷ ج ۲)

۷۔ امام ابنِ ہمام حنفی ارقام فرماتے ہیں :

"قال قومٌ یقع بہٖ واحدۃً وھو مرویٌّ عن ابن عباسٍ رضی اللہ عنہ۔"

(فتح القدیر ص ۲۵ ج ۳)

۸۔ علامہ ابو حیانؒ فرماتے ہیں :

"قال کثیرٌ من علماءِ الدّین لا یقع الّا واحدۃً۔" (بحر المحیط ص ۱۹۵ ج ۲)

۹۔ امام فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر میں ارقام فرماتے ہیں :

"وھو اختیار کثیرٍ من علماء الدّین انّہ لو طلّقھا اثنتین او ثلاثاً لا یقع الّا الواحدۃ وھٰذا القول ھو الاقیس۔" (تفسیر کبیر ص ۳۶۰ ج ۲)

مفہوم اوپر گزر چکا ہے!

۱۰۔ مازری نے کتاب معلم میں بیان کیا ہے کہ امام محمد بن مقاتل (حنفی مذہب کے پیشوا) فرماتے ہیں کہ :

"طلاقِ ثلاثہ جو ایک ساتھ کی ہوں وہ ایک رجعی کے حکم میں ہیں ——
ہمارے امام ابو حنیفہؒ کا ایک قول یہ ہے۔"

اور امام احمدؒ کا ایک قول بھی یہی ہے۔ عربی عبارت ملاحظہ فرمائیں :

"ای بدعۃٌ غیر مشروعۃٍ فیکون محرّمًا منھیًّا عنہ ومع کون الجمع محرّمًا اذا اجتمع بان قال طالقٌ، طالقٌ وطالقٌ دفعۃً واحدۃً وقع عندہٗ لکن یقع واحدۃً رجعیّۃً۔"

یعنی "دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ دینا بدعت ہے۔ خلافِ شرع ہے، حرام ہے، ممنوع ہے۔ باوجود اس کے بھی جب کوئی ایسا کرے یعنی دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ دے دے کہہ دے کہ طلاق، طلاق اور طلاق، تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔"

(یہ عبارت ابن تمجید کی حاشیہ بیضاوی پر ہے) "تلک عشرۃٌ کاملۃٌ"!

کتاب و سنّت اور خصوصاً فقہاء کی تصریحات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح

عیاں ہے کہ ایک ساتھ کی دی ہوئی تین طلاقیں ایک رجعی شمار ہوگی۔

ؔ عاقل کے لیے کافی ہے ایک حرفِ اشارہ
کافی نہیں ناداں کو دفتر نہ رسالہ

رہا سوال کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں تین طلاقوں کا تین ہی شمار ہونا ثابت ہے، تو جواباً عرض ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ شرعی نہ تھا، کیونکہ اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں دی گئی، بلکہ یہ فیصلہ سیاسی تھا۔ جیسا کہ فقہاءِ حنفیہ کی مندرجہ ذیل عبارات سے ظاہر ہے:

۱۔ طحاوی میں ہے:

"انّہ کان فی صدر الاوّل اذا ارسل الثّلاث جملۃً لم یحکم الّا بوقوعِ واحدۃٍ الی زمن عمرؓ ثم حکم بوقوع الثّلاث سیاسۃً لکثرتہ من النّاس۔"

"ایک ساتھ دی گئی تین طلاقیں شروع اسلام کے پاک زمانوں میں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں۔ حضرت عمرؓ کے شروع خلافت تک اور اس کے مابعد تک یہی حال رہا۔ پھر حضرت عمرؓ نے ان میں لوگوں کی کثرتِ فعل پر نظریں ڈال کر تینوں کے واقع ہونے کا حکم ازروئے سیاست یعنی قانونِ حکومت دے دیا۔"

۲۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، میں ہے:

"واعلم انّ فی صدر الاوّل اذا ارسل الثّلاث لم یحکم الّا بوقوع واحدۃ الی زمن عمر رضی اللہ عنہ ثم حکم بوقوع الثّلاث لکثرتہ بین الناس تھدیداً۔"

۳۔ جامع الرموز میں ہے:

"واعلم انّ فی صدر الاوّل اذا ارسل الثّلاث لم یحکم الّا بوقوع واحدۃ الی زمن عمر رضی اللہ عنہ۔ ثم حکم بوقوع الثّلاث سیاسۃً وتھدیداً لکثرتہ بین النّاس۔"

مذکورہ عبارات سے یہ اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کا یہ فرمان سیاسی طور پر لوگوں کی ڈانٹ ڈپٹ اور تنبیہ کے لیے از روئے سیاست وقانون ملکی تھا جس کی بنا پر آپؓ نے آخری عمر میں تاسف کا اظہار فرمایا (گویا کہ آپؓ نے اس حکم سے رجوع کرلیا)۔ چنانچہ حافظ ابوبکر اسماعیل محدث رحمہ اللہ مسندِ عمر میں ایک رویت لائے ہیں کہ:

"قال عمرؓ بن الخطاب ما ندمت علی شیء ندامتی علی ثلاث الا اکون حرمت الطلاق وعلی ان لا اکون انکحت الموالی وعلی ان لا قتلت النوائح۔" (اغاثۃ اللھفان ص۱۸۱)

یعنی "مجھے کسی امر میں اس قدر ندامت نہیں جتنی اس پر ہوئی کہ میں نے تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں تین کیوں شمار کیں، اور میں نے غلاموں کے نکاح آزاد عورتوں کے ساتھ کیوں کرائے۔ اور میں نے نوحہ کرنے والی عورتوں کو کیوں قتل کیا؟"

شق ۳: بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ آپس میں نکاح بھی حرام ہے

محترم قارئین، ان آنکھوں نے کئی منظر دیکھے اور کانوں سے سُنے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو یکبارگی تین طلاقیں دے دیں، پھر حنفی علماء سے فتویٰ طلب کیا تو انہوں نے مولوی شیر محمد علوی کی طرح حلالہ شرعی کا فتویٰ دے دیا، اب طالق دیوث نے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھا۔ بے حیائی اور بے شرمی کا برقعہ اوڑھ کر کرائے کا ٹٹو اور ادھار سانڈھ کو تلاش کیا اور اس سے اپنی عورت کا رسمی نکاح کیا۔ وہ عورت جس کا چہرہ کسی غیر مرد نے نہیں دیکھا تھا جس کا دامن بھی کسی نے نہ چھوا تھا، وہ عورت ان ظالم مفتیوں کی سیاہ کاری کی بنا پر دوسرے کے نیچے بچھ گئی اور اپنی عصمت کو خراب کیا، تب کہیں جاکر وہ اپنے بال بچوں میں بیٹھی۔ کاش کہ یہ علماء کتاب وسنت کی رو سے فتویٰ دیتے کہ تین طلاق ایک ساتھ دی ہوئی ایک ہی شمار ہوتی ہے، پھر اسے عدت کے اندر رجوع کا بھی حق حاصل ہے۔ اگر عدت گزر گئی تو آپس میں رضامندی کی بنا پر نکاح کر لیتے تو انہیں ادھار سانڈھ اور بھاڑے کے ٹٹو کی ضرورت نہ پڑتی۔ نہ عورت بدکار ہوتی اور نہ مرد دیوث اور بے غیرت بنتا، حنفی بھائیو! کل تو

تم ہندوؤں کے نیوگ پر اور شیعوں کے متعہ پر ہنستے تھے آہ ! آج تم نے دوسروں کو اپنے اُوپر ہنسنے کا موقع دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون !

حلالہ — لعنت !

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

"لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المحلّل والمحلّل لہٗ"۔

(مستدرک حاکم، ترمذی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے، اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا ہے، دونوں پر لعنت فرمائی"۔ (وقال الترمذی ھٰذا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ)

۲۔ "الا اخبرکم بالتیس المستعار قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال ھو المحلّل لعن اللہ المحلّل والمحلّل لہٗ۔" (ابن ماجہ)

"نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا میں تمہیں ادھار سانڈھ کی خبر دوں؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپؐ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو عورت سے محض اس لیے نکاح کرتا ہے کہ وہ اس کے اگلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے۔ اس پر اللہ کی پھٹکار ہے جو حلالہ کرنے والا ہے اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا ہو"

۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"لا اُوتی بمحلّلٍ ولا محلّل لہٗ الا رجمتھما۔" (رواہ ابن ابی شیبۃ)

"اگر میرے پاس حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا ہے، لائے جائیں تو میں ان دونوں کو رجم کر دوں گا"۔ (کیونکہ وہ دونوں زانی ہیں)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ نکاح نہیں بلکہ زنا ہے۔ عربی عبارت ملاحظہ ہو :

"سئل ابن عمر عن تحلیل المرأۃ لزوجھا فقال ذاک السفاح۔"

(حوالہ مذکور)

۵۔ عبدالرزاق میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی پھر بڑا نادم

ہوا، اس کو گھر لانے کا خواہش مند ہوا اور چاہا کہ کوئی اس سے نکاح کرے پھر طلاق دے دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا:

"کلاھما زانٍ وان مکث عشرین سنۃً اونحو ذالك اذا کان اللہ یعلم انّہٗ یرید ان یحلّھا۔"

"جو اس ارادہ سے نکاح کرے وہ زناکار ہے، گو بیس سال تک بھی اس عورت کو پاس رکھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی نیت ہی یہ ہے کہ وہ پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے۔"

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا "ما تری فی رجلٍ یحلّلھا؟" (جو شخص حلالہ کرے اس کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟) آپؓ نے فرمایا: "من یخادع اللہ یخدعہٗ" کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکہ کرے، اللہ تعالیٰ اس دھوکہ کے وبال میں اسے پکڑے گا۔"

یہ ہے مصنوعی شرعی حلالہ سے متعلق احادیث اور صحابہ کرامؓ کا نظریہ، گو طوالت کی بناء پر اختصار سے کام لیا گیا ہے، کیونکہ یہ اتنا وسیع میدان ہے کہ یہاں دفتر کی ضرورت ہے۔ مگر "العاقل تکفیہ الاشارۃ"!

اب آپ ان کی بھی سنیئے، جن کی تقلید کی خوشی میں مذکورہ فتویٰ دیا گیا وہ تو اس کو نکاح ہی نہیں سمجھتے:

۱۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے استاذ امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں:

"اذا کان نیّۃ احد الثّلاثۃ الزّوج الاوّل اوالزّوج الاٰخر، اوالمرأۃ انہٗ محلّلٌ فنکاح الاٰخر باطلٌ ولا یحلّ للاوّل۔"

"پہلے خاوند کی، نئے نکاح کرنے والے کی، یا عورت کی، اگر نیت حلالہ کی ہے تو یہ نکاح باطل ہے اور پہلے خاوند کے لیے یہ عورت حلال نہ ہوگی۔" (ردّ الاحداث فی الطّلاق الثّلاث ص۶۷)

۲۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اذا ھمّ احد الثّلاثۃ بالتحلیل فقد افسد۔" (حوالہ مذکور ص۶۷)

"اگر تینوں میں سے کسی ایک کا بھی ارادہ حلالے کا ہو تو یہ نکاح فاسد ہے"۔

۴۔ حضرت عطاءؒ سے سوال کیا گیا کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، بعد ازاں کسی شخص کو اس پر رحم آیا اور پہلے خاوند کے مشورہ کے بغیر اس ارادہ سے اس عورت سے نکاح کر لیا کہ پھر طلاق دے دوں گا تاکہ پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے، تو کیا یہ ہو سکتا ہے؟ آپؒ نے فرمایا:

"ان کان تزوّجها لیحلّها له، لم یحلّ له"۔

"اس صورت میں عورت حرام ہی ہے، حلال نہ ہو گی"۔ (ایضاً ص ۶۷)

؎ من رز بیگانگاں ہرگز نہ نالم
با من آنچہ کرد آشنا کرد

اسی پہ اکتفاء کرتے ہوئے گذارش کرتا ہوں کہ مفتی صاحب اپنے فتویٰ سے رجوع فرمائیں، ورنہ جتنے لوگوں کے آپ حلالے کروائیں گے، ان میں برابر کے شریک ہوں گے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمیں حق سمجھنے، حق بیان کرنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین!

هٰذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب!

مولانا قاضی محمد اسلم سیف صاحب کو صدمہ

چند دن قبل مؤرخ اہل حدیث جناب مولانا قاضی محمد اسلم سیف صاحب کے پوتے رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ!

رئیس التحریر محدث جناب علامہ محمد مدنی اور مدیر جامعہ علوم اثریہ جناب حافظ عبد الحمید عامر نے مولانا کے نام تعزیتی پیغام میں کہا ہے کہ وہ ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں ــ نیز دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اس کے والدین، مولانا اسلم سیف صاحب اور دیگر متعلقین کو صبرِ جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے ــــ اللّٰھم اجعله لنا سلفًا و فرطًا و ذخرًا و اجرًا

ــــ آمین!